# حفیظ تائبؒ کے پنجابی مجموعہ نعت ''سک متراں دی'' کا تجزیاتی مطالعہ

## (قرآن وسنت کی روشنی میں)

محمد سرفراز خالد/محمد عابد ندیم

ABSTRACT:

Hafiz Taib holds a prominent place in the realm of Na't poetry. Owing to the diversity of subjects in his poetic compositions, he has been called "Mujadid-e-na't". Having served as a Professor and the Head of the Department of Punjabi Language, University of the Punjab, his scholastic knowledge won acclaim among his contemporaries and the posterity. He compiled books on poems, ghazals and na'ts in both Urdu and Punjabi languages. His work regarding the na'ts of Holy Prophet (Peace be upon him) is a reflection of his immense love for him. While writing a na't he tried to limit his imagination within the restraint of Shari'ah. To exemplify his acumen in this field, his book about na't poetry "Sik Mitran Di" has been analyzed in this research article. The research article shows that his poetic verses are in accordance with the Qur'an and Sunnah. It is also shown that they have been written from the core of a heart which loves the Holy Prophet (peace be upon him).

Key words: مجد دِنعت، منظوم، مناجات، محبتِ رسول، جذبات، شفاعت، وارفتگی، عقیدت

حفیظ تائبؒ نعتیہ شاعری میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ انہوں نے اردو اور پنجابی شاعری میں طبع آزمائی کی اور بے شمار لازوال نعتیں تحریر کیں۔ ان کی شاعری میں متنوع مضامین کی وجہ سے انہیں ''مجد دِنعت'' کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ اُن کے آباؤ اجداد احمد نگر ضلع گوجرانوالہ میں قیام پذیر تھے، لیکن اُن کی پیدائش ۱۴ فروری ۱۹۱۳ء کو

اپنے ننھال پشاور میں ہوئی۔ گھریلو ماحول مذہبی تھا اور آپ کے والد گرامی حاجی چراغ دین قادری سکول ٹیچر ہونے کے ساتھ ساتھ مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض ادا کرنے کے علاوہ بچوں کو ناظرہ قرآن مجید پڑھانے کا فریضہ بھی سرانجام دیتے تھے۔ اسی وجہ سے حفیظ تائبؒ کو بچپن میں ہی جمعہ کی نماز کے موقع پر خطبہ سے قبل نعت پڑھنے کا موقع میسر آجاتا جس کے باعث ان کے دل و دماغ پر محبتِ رسول ﷺ کا غلبہ جاری رہتا۔ آہستہ آہستہ انہوں نے خود بھی نعت لکھنا شروع کردی اور پھر اس میں کمال حاصل کرلیا۔ پنجاب یونیورسٹی شعبہ پنجابی میں استاد کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں اور پروفیسر و صدر شعبہ کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے۔ آپ نعت، غزل اور نظم کی اصناف میں متعدد کتابوں کے خالق ہیں۔

حفیظ تائبؒ کی تصنیفات میں ''صلوا علیہ وآلہ'' (اُردو مجموعہ نعت ۱۹۷۸ء) ''سک متراں دی'' (پنجابی مجموعہ نعت ۱۹۷۸ء) ''وسلموا تسلیما'' (اُردو مجموعہ نعت ۱۹۹۰ء) ''وہی یٰسین وہی طٰہٰ'' (اُردو مجموعہ نعت ۱۹۹۸ء) ''مناقب'' (اُردو مجموعہ منقبت ۱۹۹۹ء) ''لیکھ'' (پنجابی حمد، نعت، غزل، نظم، گیت، ۲۰۰۰ء) ''کوثریہ'' (اُردو مجموعہ نعت، ۲۰۰۳ء) ''نسیب'' (اُردو مجموعہ غزل، ۲۰۰۳ء) ''تعبیر'' (اُردو قومی و ملی منظومات، ۲۰۰۳ء) ان کی حیات مستعار میں لکھی گئیں۔ جبکہ ان کے اس دُنیا سے رخصت ہونے کے بعد شائع ہونے والی کتب میں ''کلیات حفیظ تائب'' (اُردو پنجابی حمد و نعت، مع غیر مدون کلام، ۲۰۰۵ء) ''اصحابی کالنجوم'' (دیوان مناقب اصحابؓ ۲۰۰۶ء) ''حاضریاں'' (پنجابی سفر نامہ حج و عمرہ مع تصاویر ۲۰۰۷ء) ''حضوریاں'' (حاضری وحضوری پر مبنی نعتیہ انتخاب ۲۰۰۷ء) ''بے چہرگی'' (باقیات غزل ۲۰۰۸ء) ''طاقِ حرم'' (مجموعہ نعت ۲۰۱۰ء) قابل ذکر ہیں۔

مختلف مجلّات، اخبارات اور جرائد میں شائع ہونے والے ان کے مضامین کا احاطہ مشکل ہے۔ بحیثیت پروفیسر اور صدر شعبہ پنجابی، پنجاب یونیورسٹی میں ان کی زیر نگرانی لکھے گئے مقالات کے تعداد اس کے علاوہ ہے۔ علاوہ ازیں تحقیق، تدوین اور تنقیدی مضامین کے متعدد مجموعے شائع ہو چکے ہیں جو اُن کی صلاحتیوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

مقالہ ہٰذا میں ان کا پنجابی مجموعہ نعت ''سک متراں دی'' مطبوعہ ۱۹۷۸ء پیش نظر ہے۔ کتاب کا یہ عنوان حفیظ تائبؒ نے پیر مہر علی شاہؒ کی شہرہ آفاق نعت سے اخذ کیا ہے جس کا مطلع ہے:

''اج سک متراں دی ودھیری اے — کیوں دلڑی اُداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے — اج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں'' (۱)

پیر مہر علی شاہؒ کی تقلید میں حفیظ تائبؒ بھی نعتیہ اشعار لکھتے وقت شانِ رسالت ﷺ کے سامنے اپنی کم مائیگی اور عاجزی کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''کتھے اوہدی صفت ثناء تے کتھے میرے اکھر — پر جد اوہدی واز پوے تے بولن تھوتھے اکھر'' (۲)

محبت رسولؐ میں حفیظ تائبؒ کی وارفتگی کا وہ عالم ہے کہ جسے ''فنا فی الرسولؐ'' کا نام دیا جاسکتا ہے۔ سیرت و نعتِ

رسولؐ بیان کرتے وقت وہ عہد رسالت کے واقعات کو اپنی آنکھوں کے سامنے محسوس کرتے ہیں اور اپنی اس کیفیت کو کتاب کے عنوان ''سک متراں دی'' میں کس خوبصورتی سے شعر میں سمو دیتے ہیں۔

''تن من دے وچ چانن لگا، رنگ لیائی سک متراں دی
اوس سمے وچ میں جا پجا، ٹپ کے کندھ چودہ صدیاں دی'' (۳)

نامور ادیب اور نقاد اشفاق احمد حفیظ تائبؒ کی نعتیہ شاعری میں عظمت کا اعتراف یوں کرتے ہیں:

''اک سچے تے اُچے شاعر دی پرکھ ایہہ اے کہ اوہدے موضوع نے وی اوہنوں اوسے طرح قبول کر لیا ہووے جیویں اوہنے اپنے موضوع نوں دل نال لایا ہُندا اے۔ حفیظ تائبؒ اوہناں خوش قسمت شاعراں وچوں اے جیہڑے ایس قول تے پورے اُتر دے نیں۔ جس طرح حفیظ نے نعت نوں دلوں بجانوں قبول کر کے اوہدے اگے سیس نوایا اے، ایسے طرح نعت نے وی اوہنوں قبول فرمایا اے۔'' (۴)

ان کے پنجابی مجموعہ نعت ''سک متراں دی'' پر طائرانہ نظر ڈالی جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے انہوں نے دریا کو کوزے میں بند کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ سورۃ فاتحہ کے منظوم ترجمہ سے کتاب کا آغاز کرتے ہیں اور پھر حسب روایت اپنی کتاب میں پہلے حمد باری تعالیٰ لکھتے ہیں۔ اس کے بعد ایک نظم بعنوان ''ربّ تے اوہدے حبیبؐ دی بارگاہ وچ'' تحریر فرماتے ہیں جس میں پہلے رب العالمین کی بارگاہ میں مناجات پیش کرتے ہیں۔ ان میں سے صرف دو اشعار پیش نظر ہیں:

''باجھ تیرے کس دے دروازے تے جاں
کوئی وی نہیں میری تھاں تیرے بناں
چُن لئی میں تیرے پیارے دی ثنا
کس ایہہ سُوجھاں بخشیاں تیرے بناں'' (۵)

بعدازاں اُس ربُ العالمین کے حبیبؐ امت کے غم خوار نبیؐ کی بارگاہ میں یوں عرض گزار ہوتے ہیں:

''توں جد آیوں دھرت دے جاگے نصیب
اُجڑے اُجڑے سن گراں تیرے بناں
ربّ نے دِتیاں نہیں کسے وی شخص نوں
بخششاں دیاں کُنجیاں تیرے بناں'' (۶)

اس کے بعد حفیظ تائبؒ نعت رسول مقبولؐ لکھنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ عمومی انداز میں بہت سی نعتیں بغیر عنوان کے لکھنے کے علاوہ متعدد نعتیں مختلف موضوعات کے مطابق بھی لکھی ہیں۔ مثلاً میلا د شریف، معراج دی رات، قدر دی رات، غزوۂ بدر، حاضریٔ مدینہ، فریاد (مشرقی پاکستان دے المیے تے) امت دی فریاد، جیسے عنوانات کے تحت

نعت رسول مقبول پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ''باراں ماہ سیرت'' کے عنوان سے ایک انوکھے انداز میں ہر اسلامی مہینے میں پیش آنے والے واقعات سیرت کے حوالہ سے منظوم سیرت رسولؐ پیش کی ہے۔ کتاب کے آخر میں خلفاء راشدینؓ، امام حسینؓ، شہدائے کربلاؓ اور غوث اعظم عبدالقادر جیلانیؒ کے مناقب بھی تحریر کیے ہیں۔ ان تمام اصنافِ شعر کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ وہ صاحبِ مطالعہ تھے اور قرآن و حدیث فہمی کے علاوہ تاریخ اسلام سے بھی خوب واقف تھے۔

بشیر مُنذر حفیظ تائبؒ کی اس کتاب ''سک متراں دی'' کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

> ''اوہ غزلاں تے نظماں لکھدا لکھدا ایویں ایئی خوبصورت نعت نہیں لکھن لگ پیا۔ ایہدے پچھے وریاں دا دینی علوم دا مطالعہ اے۔ ''سک متراں دی'' وچ ایس مطالعے دی جھلک صاف نظر آوندی اے۔ کدھرے قرآن بول رہیا اے، کدھرے حدیث گلاں کر رہی اے تے کدھرے سیرت پاک دے واقعات اکھاں اگے گھمن لگ پیندے نیں۔ ہر نعت جذبے تے احساس وچ ڈُبی ہوئی اے۔'' (۷)

ان کی کتاب ''سک متراں دی'' کے عمیق مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ اس کا ہر ایک شعر اپنے اندر مختلف مضامین کا بے کراں سمندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اگر ان تمام اشعار کی تشریح و توضیح کی کوشش کی جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہوسکتی ہے۔ مقالہ ہذا میں صرف چند اشعار کا جائزہ لیا جائے گا جس سے یہ حقیقت نکھر کر سامنے آ جائے گی کہ حفیظ تائبؒ عصر حاضر کے شعراء کے سرخیل ہیں۔

ربُّ العٰلمین نے اپنے محبوب ﷺ کو تمام انسانوں سے اعلیٰ و ارفع تخلیق فرمایا اور ان کی ذات میں ایسے نفیس اوصاف پیدا فرمائے کہ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لئے انہیں مثالی نمونہ بنا دیا، جس کی گواہی قرآن حکیم میں واضح طور پر ان الفاظ میں ملتی ہے:

> ''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ'' (۸)
>
> (بے شک اللہ کے رسولؐ میں تمہارے لئے نہایت حسین نمونہ ہے)

یقیناً رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس انسانی زندگی کے ہر پہلو میں راہنمائی عطا کرتی ہے۔ معیشت ہو یا معاشرت، سیاست ہو یا عدالت، سفر ہو یا حضر، گھریلو زندگی ہو یا تجارت، ہر شعبہ زندگی میں آپ ﷺ کی سیرت تمام انسانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ ہر دور میں مسلمان اس سے راہنمائی حاصل کرتے رہے اور آئندہ آنے والی نسلیں بھی ان شاء اللہ اس سے راہنمائی حاصل کریں گی۔ حفیظ تائبؒ، سرور انبیاءؐ کی بے مثل سیرت کی عکاسی بھرپور انداز میں یوں کرتے ہیں:

''اوہدی سیرت سدھا رستہ دسے گی	حشر سمے تک آون والیاں نسلاں نوں
اوہدا اُسوہ کافی اے ہر دور لئی	ہن نہیں لوڑ کسے رہبر دی لوکاں نوں'' (۹)

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

''اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ'' (۱۰)

(بے شک اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں کے قریب ہے۔)

اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی شان وعظمت بیان کرتے ہوئے قرآن مجید کے ایک دوسرے مقام پر یوں ارشاد فرماتا ہے:

''وَمَا اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ'' (۱۱)

(اور ہم نے نہیں بھیجا آپؐ کو (اے محبوبؐ) مگر رحمت سارے جہانوں کے لئے)

صاحبانِ عقل وشعور کے لئے ان آیات قرآنی میں واضح ہدایت موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور ان سارے جہانوں میں کوئی بھی چیز نبی معظمؐ کی رحمت کے حصار سے باہر نہیں ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو اپنی ضروریات کے حصول اور مشکلات کے حل کے لئے رسالت مآبؐ کی بارگاہ میں رسائی حاصل کرنا لازم ہے۔ حفیظ تائبؒ بھی اسی نقطہ نظر کے حامی ہیں اور عوام الناس کے لئے ایک مجرب نسخہ بتا رہے ہیں کہ باوجود ہزار ہاتھ پاؤں مارنے کے مجھے زمانے میں کسی جگہ سکون میسر نہ ہوا اور میری مشکل محبوب ربانی ﷺ کے در اقدس کے سوا کہیں حل نہیں ہوئی۔ لہٰذا سائلین کو چاہیے کہ وہ اپنی حاجات لے کر دربدر بھٹکنے کی بجائے براہ راست ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوں اور اپنے من کی مراد حاصل کریں:

''ہر کسے دیاں محتاجیاں مکیاں — سائلاں نے جدوں دا او در ویکھیا
گل نہیں بن دی کوئی اوہدی رحمت بناں — کیہڑا کیہڑا جتن میں نہ کر ویکھیا'' (۱۲)

چونکہ ربّ کریم نے اپنے محبوب ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ لہٰذا عہد رسالت سے لے کر آج تک آپ ﷺ کی رحمت ہر نیک و بد اور ہر اپنے پرائے پر جاری وساری ہے، بلکہ قیامت تک جاری رہے گی۔ نیز ہر مجبور و بے کس کو پیش آنے والی کوئی مصیبت یا آزمائش، آج بھی رحمۃ للعلمین ﷺ کے لئے دکھ اور تکلیف کا باعث بنتی ہے اور آپ ﷺ ان مصائب کے ازالہ کے لئے رؤف ورحیم بن کر مدد کرتے ہیں۔ قرآن مجید قیامت تک کے لیے کتابِ ہدایت ہے اور اس کی درج ذیل آیت اس امر کی گواہ ہے۔

''لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ'' (۱۳)

(بے شک تمہارے پاس تم میں سے ایک عظمت والے رسول تشریف لائے۔ ان پر سخت گراں ہے تمہارا مشقت میں پڑنا۔ بہت چاہنے والے ہیں تمہاری بھلائی کو، ایمان والوں پر نہایت مہربان بے حد رحم فرمانے والے ہیں)۔

میاں محمد بخشؒ کا یہ نعتیہ شعر اس آیت مبارک کی تفسیر معلوم ہوتا ہے:

''ایسا نبی جنہاں دا والی سُو امت کیوں جُھر سیگ
عیب گناہ خطایاں بابت کیوں دوزخ ول ٹُرسی'' (۱۴)

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے مطابق رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے ہر مجبور و بے کس کی مدد فرماتے ہیں اور آپ ﷺ کا یہ فیضان تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔ لہٰذا مولانا ندوی چشمۂ فیضانِ محمدیؐ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''نہ نبوت محمدیؐ کا دریا پایاب ہونے والا ہے نہ انسانیت کی پیاس بجھنے والی ہے۔ نہ نبوت محمدیؐ کے چشمہ فیض سے بخل و انکار ہے، نہ انسانیت کے کاسۂ گدائی کی طرف سے استغناء کا اظہار۔ اُدھر سے ''**انما انا قاسم واللہ یعطی**'' کی صدائے مکرّر ہے، تو اِدھر سے ''**ھل من مزید**''، ''**ھل من مزید**'' کی فغان مسلسل ہے)''(۱۵)

حفیظ تائبؒ بھی اپنے پختہ یقین کے مطابق نبی محترم ﷺ کو تمام مصائب و آلام میں اپنا حامی و مددگار تصور کرتے ہوئے اس فیضانِ رسالت کی عظمت کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''خیال آوے جدوں سوہنے نبیؐ دا نہ غم مینوں رہوے نہ فکر کائی
بنا دِتّا چمن اُجڑے تھلاں نوں میرے آقاؐ نے جدھر جھات پائی'' (۱۶)

محسن انسانیتؐ نے بنی نوع انسانی انسانوں کو نہ صرف ظالم و جابر حکمرانوں کی ناانصافیوں اور زیادتیوں سے نجات دلائی بلکہ تمام انسانوں کو بلا تفریق رنگ ونسل ایمان کی لڑی میں پرو دیا۔ صدیوں سے باہم برسرپیکار لوگوں میں محبت و الفت کا بیج بو دیا اور انہیں آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں اس کا برملا اعلان یوں فرماتا ہے:

''**وَاذْكُرُواْ نِعْمَتَ اللّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءِ فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَاناً**'' (۱۷)

(اور یاد کرو اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو جب تم (آپس میں) دشمن تھے۔ تو اُس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی۔ تو تم اس کے فضل سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔)

اسی طرح آپؐ نے تمام قبائلی، عصبی اور نسلی تفریقات کا خاتمہ کر دیا اور ہر طرح کے فخر و تکبر کا قلع قمع کرتے ہوئے صرف اور صرف تقویٰ کو انسان کی عظمت کی علامت کو قرار دیا۔ حتیٰ کہ رسول اللہؐ نے اپنے خطبہ حجۃ الوداع میں بھی اسی عظمتِ انسانی اور احترامِ آدمیت کی تلقین یوں فرمائی:

''**الا ! لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاسود علی احمر ولا لاحمر علی اسود الا بالتقویٰ**'' (۱۸)

(خبردار رہو! کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی کالے کو کسی سرخ پر اور نہ کسی سرخ

کو کسی کالے پر کوئی فضیلت حاصل ہے۔ سوائے تقویٰ کی وجہ سے)

حفیظ تائبؒ نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کے اعلیٰ اوصاف کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

''مُک گئے جھانجے تے جھیڑے شرک دے
چاہڑیا انج آپؐ نے وحدت دا رنگ
مُک گئی کالے تے گورے دی تمیز
اللہ اللہ آپؐ دی الفت دا رنگ'' (۱۹)

ربّ العلمین نے اپنے محبوب رسول ﷺ کو تمام انسانوں سے ممتاز مقام عطا فرمایا اور اُن کی رسالت کی تصدیق و تائید کے لئے متعدد معجزات عطا فرمائے تا کہ جنہیں دیکھ کر لوگ آپؐ پر ایمان لے آئیں۔ مثلاً:

**''عن انس بن مالکؓ ان اھل مکه سألوا رسول اللہؐ ان یریھم آیة ، فاراھم انشقاق القمر مرتین'' (۲۰)**

(حضرت انسؓ بن مالکؓ سے روایت ہے کہ اہل مکہ نے رسول اللہؐ سے معجزہ دکھانے کا مطالبہ کیا تو رسول اللہؐ نے انہیں چاند کے دوٹکڑے کر کے دو مرتبہ دکھائے)۔

ایک دوسری حدیث میں سورج کو واپس لوٹانے کا تذکرہ ان الفاظ میں بیان ہوا ہے:

**''عن اسماء بنت عمیس رضی الله عنها قالت: کان رسول اللہؐ یوحی الیه و راسه فی حجر علیؓ فلم یصل العصر حتی غربت الشمس فقال رسول اللہؐ اللّٰھم علیا فی طاعتک و طاعة رسولک فاردد علیه الشمس. قالت اسماء رضی الله عنها: فرایتها غربت و رایتها طلعت بعد ما غربت'' (۲۱)**

(حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ پر وحی کا نزول ہو رہا تھا اور آپؐ کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا جو عصر کی نماز پڑھ نہ سکے تھے کہ سورج غروب ہو گیا۔ رسول اللہؐ نے دعا فرمائی: اے ہمارے اللہ! علیؓ آپ کی اور آپ کے رسولؐ کی اطاعت میں تھا اس پر سورج کو واپس لوٹا دے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سورج کو غروب ہوتے دیکھا اور غروب ہونے کے بعد طلوع ہوتے بھی دیکھا)

بچپن میں نبی معظمؐ اپنی رضاعی ماں حلیمہ سعدیہؓ کے ہاں قیام پذیر تھے کہ دوپہر کے وقت آپ کی رضاعی بہن شیماء آپؐ کو بکریوں کے ریوڑ کی طرف لے گئیں۔ بی بی حلیمہؓ نے اپنی بیٹی کو ڈانٹا کہ سخت دھوپ میں انہیں اپنے ساتھ کیوں لائی ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیتے ہوئے وضاحت کی:

**'' یا امه! ما وجد اخی حرا ، رایت غمامة تظل علیه اذا وقف وقفت، واذا سارا سارت'' (۲۲)**

(اے امی جان! میرے بھائی کو دھوپ نے کچھ نہیں کہا۔ میں نے ایک بادل کو ان پر مسلسل سایہ فگن دیکھا۔ جب آپؐ ٹھہرتے تو وہ بھی ٹھہر جاتا جب آپؐ چلتے تو وہ بھی چل پڑتا تھا۔)

نبی محترمؐ کے ان تمام معجزات کو حفیظ تائبؒ نے بڑی خوبصورتی سے دو شعروں میں ڈھال دیا ہے۔

''گاون مَلک ترانے اوہدے خدمت گار زمانے اوہدے
چاکر اوہدے چن تے سورج نوکر اوہدیاں دُھپاں چھاواں'' (۲۳)

حفیظ تائبؒ کے ایسے جذبات و احساسات کو محسوس کرتے ہوئے اور ان پر سرکار دو عالمؐ کی نظر رحمت کے اثرات دیکھتے ہوئے، ڈاکٹر محمد اسلم رانا رقمطراز ہیں:

''آنحضرت ﷺ ہوراں دی مدح نے حفیظ تائبؒ دی روح تے دل وچ سارے جہاناں دا گداز، سوز تے الفت نوں بھر دتا اے۔ جیویں کوئی سوالی حضورؐ دے درتوں کدی خالی ہتھ نہیں سی جاندا۔ اُنجے ہی حفیظ وی اپنے آقا دی سنت دا سچا پیروکار بن کے کسے نوں مایوس نہیں کردا۔'' (۲۴)

عمومی طور پر کہا جاتا ہے کہ ہجر کے لمحات صدیوں کے برابر ہوتے ہیں اور وصال کے ایام لمحوں کی طرح گزر جاتے ہیں۔ رحمت للعٰلمینؐ کی نظر کرم سے حفیظ تائبؒ کو بار ہا بارگاہ رسالت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ مگر وصالِ محبوب کے لمحات گذرنے کا انہیں احساس بھی نہیں ہوا۔ وطن واپسی پر انہیں ہر وقت آنکھوں کے سامنے وہ نظارے گردش کرتے دکھائی دیتے ہیں اور متعدد بار حاضری کے باوجود سب کچھ خواب کی مانند محسوس کرتے ہیں۔ لہٰذا اپنی کیفیات کو الفاظ کا روپ اس طرح دیتے ہیں:

''اکھیں شہر مدینہ ڈٹھا، پر انجے جیوں سُفنا ڈٹھا
اوہ ہر دن سی گھڑی برابر جس جس دن میں روضہ ڈٹھا'' (۲۵)

مزید برآں حفیظ تائبؒ فنا فی الرسولؐ کی منزل پر فائز ہونے کی وجہ ہر وقت اور ہر لمحہ اپنی آنکھوں کے سامنے شہر محبوب کے نظارے محسوس کرتے ہیں جس کا بھرپور اظہار یوں کرتے ہیں:

''روضے دی جالی دسدی اے یاں گنبد خضرا دسدا اے
اسیں جدھر نظراں چکنے آں بس شہر مدینہ دسدا اے'' (۲۶)

ڈاکٹر محمد بشیر گورایہ، حفیظ تائبؒ کی اس کیفیت اور ذوق وشوق کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے لکھتے ہیں:

''نعت رسول مقبول ﷺ نال حفیظ تائبؒ ہوراں دی محبت تے لگن نے ایہہ رنگ اختیار کر لیا اے جے اوہ دُنیا دی ہر شے توں بے نیاز ہو گئے نیں۔ حقیقت وی ایہہ ای اے جے کر کسے مسلمان نوں حضور پاک ﷺ نال سچی محبت ہو جاوے تے اوہ مال، اولاد تے دُنیا دیاں عُہدیاں توں بے نیاز ہو جاندا اے۔'' (۲۷)

حفیظ تائبؒ بذات خود بھی آقائے دو جہاںﷺ کے ساتھ اپنی اس محبت اور وارفتگی کا اعتراف یوں کرتے ہیں:

''اولاد ، مال ، جان توں کر دتا بے نیاز
تائبؔ نوں ربّ نے دے کے محبت حضورؐ دی'' (۲۸)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسولؐ کو دنیا میں وہ اعلیٰ و ارفع مقام عطا فرمایا کہ دنیا کا بڑے سے بڑا انسان بھی اس کے عُشرِ عشیر کو نہیں پہنچ سکتا۔ مزید برآں خالقِ کائنات نے آخرت میں بھی انہیں سب سے بلند درجہ یعنی مقام محمود پر فائز کرنے کا وعدہ فرمایا:

''عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَّحْمُوداً'' (۲۹)
(قریب ہے کہ آپ کا ربّ آپ کو مقام محمود پر جلوہ گر فرمائے)

جب صحابہ کرامؓ نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہؐ! مقام محمود کیا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''وهو المقام الذی اشفع لامتی فیه''(۳۰)
(یہ وہ مقام ہے جس میں، مَیں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔)

لہٰذا رسول اللہؐ کا ہر امتی اپنے آقا کی شفاعت کا طلب گار ہوتا کیوں کہ ہمارے اعمال میں کوتاہی اور کمی میں شفاعتِ رسولؐ ہی ہماری اخروی نجات کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ علامہ شرف الدین بوصیریؒ نبی محترمؐ کی شان یوں بیان کرتے ہیں:

''هو الحبيب الذی ترجع شفاعته
لكل هول من الاهوال مقتحم '' (۳۱)

(وہی حبیب ہیں کہ اُن تمام مصیبتوں اور سختیوں میں (جو غلاموں پر نازل ہو چکی ہیں) آپ ﷺ کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔)

سلف صالحین کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حفیظ تائبؒ بھی اسی شفاعت رسولؐ کی طلب دل میں سمائے ہوئے امید رکھتے ہیں کہ جس طرح دنیا میں میرا ہاتھ تھامے رکھا تھا اسی طرح شفیع عاصیاںؐ حشر میں بھی تائبؒ کو فراموش نہیں کریں گے۔

''حشر دیہاڑے وی تائب نوں خاص نظر وچ رکھیں
توں وڈیایا جیویں دُنیا وچ ایہہ اوگن ہارا'' (۳۲)

کتاب میں ایک دوسرے مقام پر شفاعت کی طلب دل میں سمائے حفیظ تائبؒ آقائے دو عالمؐ سے اپنی چاہت کا اظہار برملا ان الفاظ میں عرض کرتے ہیں:

''ساڈے چالے ویکھ کے کھچیں نہ توں شفقت دا ہتھ
تیری شفقت تے ہے ساڈی ڈھال کملی والیا

مان ہے تائب نوں جے ساڈی سفارش توں کریں
ربّ دوے گا آفتاں سبھ ٹال کملی والیا'' (۳۳)

ہر دور میں ایسے افراد کی بھی کمی نہیں رہی جو نبی کریمؐ کو ایک عام آدمی اور رسول (پیغام رساں) سے زیادہ حیثیت دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ ان کے خیال میں رسول اللہؐ اپنا پیغام پہنچا کر دنیا سے رخصت ہوگئے۔ ایسے لوگوں کے دلوں میں محبت رسولؐ کی شمع فروزاں نہیں ہوتی۔ عصر حاضر میں بھی ایسے لوگوں کی کوئی کمی نہیں جو محبت رسولؐ کے قائل نہیں۔ حفیظ تائبؒ ایسی صورتحال کا جائزہ لینے کے بعد ان ضمیر فروشوں اور محبت رسولؐ کے چوروں کو جو بظاہر مسلمانی کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں مسلمان تو درکنار انسان بھی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں:

''گل حق دی اے، نہیں اوہناں نوں کُجھ حق انسان اکھوانے دا
انسانیت دے مُحسن دی جنہاں نوں محبت نہیں ہوندی'' (۳۴)

ایک دوسرے مقام پر حفیظ تائبؒ محبت رسولؐ سے سرشار لوگوں اور ناقدری کرنے والوں کا فرق واضح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''جنہاں اوہنوں صاحب جاتا رب اوہناں تے راضی
جہڑے اوہدی حدوں نکلے اوہ خارج ایمانوں
جہڑے اوہدے در تے اپڑے اوہناں منصب پائے
جنہاں اُس توں مکھ بھنوائے ردے گئے جہانوں'' (۳۵)

ڈاکٹر اسلم رانا حفیظ تائبؒ کی محبت رسولؐ میں اس عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''حفیظ تائبؒ دی پچھان، اوہدا وجود تے تشخص نعت دے حوالے نال ساڈے اردو تے پنجابی ادب وچ پچھان دا درجہ حاصل کر گیا اے۔ حیات تے کاروبار حیات دے سارے سلسلیاں وچ اوہدی حیاتی دا اک اک پکھ تے اک اک پل نبی اکرمؐ دی مبارک تے اعلیٰ ارفع ذات نال سمندراں نالوں ڈھونگی، اسماناں نالوں اُچی تے بے انداز زمیناں نالوں بوہتی کھلاروں عقیدت تے چاہت دی علامت دا درجہ اختیار کر گیا اے۔'' (۳۶)

حفیظ تائبؒ کی نبی کریمؐ سے اپنی اس والہانہ محبت کا اظہار ہمیں ان کے درج ذیل اشعار میں بھرپور انداز میں نظر آتا ہے:

''جس کا ذکر ہے لوں لوں کردا جس دے گیت ہے نَس نَس گاندی
جس دی نوری سیرت ہر دم سوچاں وچ گلزار کھڑاندی'' (۳۷)

حفیظ تائبؒ کا یہ پنجابی مجموعۂ کلام ''سک متراں دی'' ہر خاص و عام میں ایک خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ جس طرح انہوں نے رسول اللہؐ کی سیرت کے مختلف پہلوں کا تذکرہ کیا ہے، بجا طور پر اسے منظوم سیرت نگاری کا نام دیا جاسکتا

ہے جسے پڑھتے ہوئے قاری محظوظ ہوتا ہے اور چشمِ تصور میں ان واقعات سیرت کا مشاہدہ کرتا ہے۔

پروفیسر آفتاب احمد نقوی حفیظ تائبؒ کے اس پنجابی مجموعہ کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''سک متراں دی'' اس لحاظ سے بھی پنجابی نعتیہ ادب میں ایک دل آویز اضافہ ہے کہ اس میں حفیظ تائبؒ نے روایتی نعتیہ مضامین پیش کرنے کی بجائے سیرت اطہر کے نہایت ہی درخشندہ پہلوؤں کو اس خوبصورتی سے پیش کیا ہے جس کے مطالعہ سے عام درجہ کے قاری کے ذہن میں سیرت پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ جگہ پاتا ہے۔ حفیظ تائبؒ نے حضور نبی کریم ﷺ کے اوصاف حمیدہ، خُلق و مُروّت، عدل و انصاف اور بخشش وعنایت کو عام طور پر موضوع بحث بنایا ہے۔''
> (۳۸)

المختصر! حفیظ تائبؒ کی نعتیہ شاعری کے اوصاف کا احاطہ ممکن نہیں۔ اپنی کتاب میں انہوں نے جس محبت و عقیدت کا اظہار اور وارفتگی کا ثبوت پیش کیا ہے وہ یقیناً بارگاہ رسالتؐ میں قرب اور قبولیت کا باعث ہوگا۔ ان کا پنجابی مجموعہ نعت ''سک متراں دی'' ان کی محبتِ رسول کا بہترین ترجمان ہے۔ اہلِ علم حضرات کی جانب سے ان کو جو خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے وہ اس کا بیّن ثبوت ہے کہ حفیظ تائب واقعی مجدد نعت کہلانے کے مستحق ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین)۔

---

## مصادر ومراجع:


۱۔ فیض، احمد فیض، مولانا، مہر منیر، (اسلام آباد: گولڑہ شریف ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء)، ص: ۵۰۰

۲۔ حفیظ تائب، سک متراں دی، (لاہور: القمر انٹر پرائزز، طبع چہارم، س ن)، ص: ۲۲

۳۔ ایضاً، ص: ۲۰

۴۔ حفیظ تائب، سک متراں دی، ص: فلیپ

۵۔ ایضاً، ص: ۱۳۔۱۴

۶۔ ایضاً، ص: ۱۴

۷۔ ایضاً، ص: ۱۱۹

۸۔ الاحزاب ۳۳: ۲۱

۹۔ حفیظ تائب، سک متراں دی، ص: ۲۴

۱۰۔ الاعراف ۷: ۵۶

۱۱۔ الانبیاء ۲۱: ۱۰۷

۱۲۔ حفیظ تائب، سک متراں دی، ص: ۳۷

۱۳۔ التوبہ ۹: ۱۲۸

۱۴۔ میاں محمد بخش، سیف الملوک (لاہور: سید اجمل حسین میموریل سوسائٹی، ۲۰۰۲ء)،ص: ۱۲

۱۵۔ ندوی، سید ابوالحسن علی، پاجا سراغ زندگی (کراچی: مجلس نشریات اسلام، ۱۹۷۳ء)،ص: ۹۵

۱۶۔ حفیظ تائب، سک متراں دی،ص: ۴۶

۱۷۔ آل عمران ۳: ۱۰۳

۱۸۔ احمد بن حنبل، المسند (بیروت: موسسۃ الرسالۃ، ۲۰۰۱ء)، جلد ۳۸،ص: ۴۷۴، رقم الحدیث: ۲۳۴۸۹

۱۹۔ حفیظ تائب، سک متراں دی،ص: ۲۸

۲۰۔ بخاری، محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح (بیروت: دارابشائر الاسلامیہ ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء)، ج ۳ ص ۱۳۳۰ رقم الحدیث ۳۴۳۷

۲۱۔ طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر (قاہرہ: مکتبہ ابن تیمیہ) ج ۲۴ ص ۱۴۶ رقم الحدیث ۳۹۰

۲۲۔ سیوطی، جلال الدین، الخصائص الکبری (فیصل آباد: مکتبہ نوریہ رضویہ) ج ۱ ص ۵۸

۲۳۔ حفیظ تائب، سک متراں دی،ص: ۱۹

۲۴۔ حفیظ تائب، سک متراں دی،ص: ۱۲۴

۲۵۔ ایضاً ، ص: ۶۹

۲۶۔ ایضاً ، ص: ۴۱

۲۷۔ ایضاً ، ص: ۱۲۹

۲۸۔ ایضاً ، ص: ۴۴

۲۹۔ بنی اسرائیل ۱۷: ۷۹

۳۰۔ احمد بن حنبل، المسند، ج ۲ ص ۴۴۱ رقم الحدیث ۹۶۸۳

۳۱۔ بوصیری، شریف الدین محمد، قصیدہ بردہ شریف، (لاہور: تاج کمپنی لمیٹڈ، ۱۹۵۷ء)،ص: ۱۴

۳۲۔ حفیظ تائب، سک متراں دی،ص: ۲۷

۳۳۔ ایضاً ، ص: ۵۷

۳۴۔ حفیظ تائب، سک متراں دی،ص: ۴۵

۳۵۔ ایضاً ، ص: ۳۴

۳۶۔ ایضاً ، ص: ۱۲۳

۳۷۔ ایضاً ، ص: ۲۰۔۲۱

۳۸۔ ایضاً ، ص: ۱۳۳